الفضل

ایڈیٹر غلام نبی

قادیان دارالامان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN.

یوم سہ شنبہ

جلد ۲۸ | ۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ | ۷ ہجرت ۱۳۱۹ ہش | ۷ مئی ۱۹۴۰ء | نمبر ۱۰۳

ڈاکٹر عبدالحکیم سے مولوی محمد علی صاحب کی مشابہت

۲۵- اپریل کے "الفضل" میں "مولوی محمد علی صاحب ڈاکٹر عبدالحکیم کے نقش قدم پر" کے عنوان سے ایک مختصر سا مضمون شائع ہوا تھا جس میں بتایا گیا تھا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے انگریزی ترجمۂ قرآن شائع کرنے کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے مقابلہ میں وہی روش اختیار کر رکھی ہے۔ جو ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی نے انگریزی ترجمۂ قرآن شائع کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں اختیار کر لی تھی۔ اس پر ایک طرف تو "پیغام صلح" نے ایک بے ہنگم سا مضمون لکھ کر اور اس کا عنوان "میاں محمود احمد صاحب ڈاکٹر عبدالحکیم خان مرتد کے نقش قدم پر" رکھ کر سمجھ لیا۔ کہ اس نے "الفضل" کے مضمون کا جواب دے دیا ہے۔ اور دوسری طرف خود مولوی محمد علی صاحب نے ایسے عجیب وغریب رنگ میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ جو ان کی شان کے قطعاً شایان معلوم نہیں ہوتا۔ "الفضل" نے جو کچھ پیش کیا تھا۔ وہ یہ تھا۔ کہ جس طرح مولوی محمد علی صاحب اُٹھتے بیٹھتے یہ کہتے رہتے ہیں۔ کہ جماعت قادیان اور ان کے خلیفہ سے خدمت قرآن کی توفیق چھین لی گئی ہے۔ کیونکہ وہ اس وقت تک انگریزی ترجمہ قرآن شائع نہیں کر سکے۔ اس وقت تک کروڑوں روپیہ اپنی شان وشوکت اور دوسرے کاموں میں ضائع کر رہے ہیں۔ مگر ترجمۂ قرآن کے لئے کچھ نہیں کرتے۔ اسی طرح اور اسی رنگ میں ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراضات کئے تھے۔ چنانچہ اس نے لکھا تھا۔ "افسوس کہ آپ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) اور آپ کی جماعت تو قرآن کریم کی طرف سے ایسے ہی لاپروا ہو گئے۔ جیسا کہ عام مسلمان ہیں۔ اگر آپ کو اصلاح عالم مدنظر ہے۔ اور کچھ بھی خلق خدا سے ہمدردی ہے۔ تو میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اب آپ اپنی زندگی کا اصول ذاتی مشیخت اور شکم پروری کی بجائے یہی قائم کریں۔ کہ جماعت میں قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے اور سمجھنے سمجھانے اور اس کے مطابق اپنی اصلاح ایمانی و عملی کرنے کا چرچا اور مذاق ہو جانے ...... آپ کو اگر مسلمانوں سے یا دیگر مخلوق سے کچھ بھی ہمدردی ہے۔ تو قرآن کریم کی ایک مختصر تفسیر پیش کریں گے۔ "کیا تفسیر القرآن آپ کے نزدیک غیر ضروری اور بے فائدہ تھی کہ جس کی طرف آپ نے توجہ نہیں کی"۔

اب چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب یا ان کا کوئی ساتھی یہ ثابت کرتا۔ کہ مولوی صاحب نے اس رنگ میں اپنے ترجمۃ القرآن کا کبھی ذکر نہیں کیا۔ جس رنگ میں ڈاکٹر عبدالحکیم نے کیا تھا۔ اور نہ کبھی کوئی ایسا طعن کیا ہے جس کا ثبوت ڈاکٹر مذکور کی تحریروں سے ملتا ہے۔ لیکن ان میں سے کوئی بات بھی نہیں کی گئی۔ اور جو کی گئی۔ وہ وہی ہے۔ جو ان کی تمام تحریروں کا طرۂ امتیاز ہے۔ اور جس سے ان کی ڈاکٹر عبدالحکیم سے مشابہت ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ۲۶ اپریل کے خطبہ جمعہ میں جو ۳ مئی کے "پیغام صلح" میں شائع ہوا ہے۔ کہا۔

"ترجمہ کا کچھ پتہ نہیں۔ وہ اب تک شائع نہیں ہوا۔ دیکھئے وقت گزرنے کے ساتھ رفتہ رفتہ اصل توفیق چھنتی گئی"۔

پھر کہا۔ "اتنے سالوں کی غفلت وسستی اور بے عملی نے ان لوگوں میں یہ خیال پیدا کر دیا ہے۔ کہ قرآن کا ترجمہ کوئی ضروری کام نہیں ہے"۔

پھر کہا۔ "گھروں میں آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور ۲۶ سال سے اب تک قوم کا دو کروڑ روپیہ برباد کر کے ایک زبان میں بھی قرآن کریم کا ترجمہ نہیں کر سکے"۔

ان الفاظ کا بعینہٖ وہی مفہوم ہے۔ جو ڈاکٹر عبدالحکیم کے ان الفاظ کا جن میں سے چند ایک اوپر نقل کئے گئے ہیں۔ اور اس بنا پر جب کہا جائے۔ کہ جناب مولوی محمد علی صاحب اس بارے میں ڈاکٹر عبدالحکیم کے مشابہ ہیں تو اس میں نہ کوئی مبالغہ ہے۔ اور نہ غلطی۔

اس صاف اور واضح مشابہت کی تردید چونکہ مولوی صاحب کسی صورت میں بھی نہیں کر سکتے۔ اس لئے انہوں نے اس کو تو نظر انداز کر دیا۔ اور اس کی بجائے "الفضل" کے مضمون کا یہ مطلب قرار دیدیا۔ کہ "اب یہ بات بنائی گئی ہے۔ کہ چونکہ ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد اس قسم کے اعتراضات کیا کرتا تھا۔ لہٰذا قرآن کریم کا ترجمہ اور اس کی اشاعت ڈاکٹر عبدالحکیم کے نقش قدم پر چلنا ہے اور حضرت مسیح موعود کی اصل غرض قرآن کا ترجمہ کرکے یا کرا کر اس کا دنیا میں پہنچانا نہ تھا"۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حیرت ہے یہ بات مولوی صاحب نے "الفضل" کی طرف کیونکر منسوب کر دی جو اس مضمون سے قطعاً اخذ نہیں کی جا سکتی جس کا انہوں نے حوالہ دیا ہے۔ کیا جناب مولوی صاحب بتا سکتے ہیں۔ کہ "الفضل" نے یہ کہاں لکھا ہے۔

کہ قرآن کریم کا ترجمہ اور اس کی اشاعت ڈاکٹر عبدالحکیم کے نقش قدم پر چلنا ہے۔ یا اس مفہوم کے کونسے الفاظ ہیں۔ جن سے انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے۔ اگر کوئی نہیں اور یقیناً نہیں تو سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ جناب مولوی صاحب نے یہ ایسا طریق عمل اختیار کیا۔ جو افسوسناک ہے۔ اور اس کے بعد انہوں نے اس قسم کی ہنسی اور تمسخر کر کے اسے اور زیادہ افسوسناک بنا دیا۔ کہ "قادیانیوں کو شکر کرنا اور اطمینان کا سانس لینا چاہیئے۔ کہ اب ۲۶ سال کے بعد انہوں نے ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد کے نقش قدم پر چلنا چھوڑ دیا۔ اور ان کے سر سے ایک بہت بڑا بوجھ اتر گیا۔ اور ایک بہت بڑا خطرہ ٹل گیا"

جناب مولوی صاحب جس طرح چاہیں ہنسی اڑائیں۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ نہ ہم نے یہ کہا کہ "قرآن کریم کا ترجمہ اور اس کی اشاعت ڈاکٹر عبدالحکیم کے نقش قدم پر چلنا ہے" اور نہ ہم ایسا سمجھتے ہیں۔ ہم نے جو کچھ کہا وہ یہ ہے۔ کہ ترجمہ انگریزی شائع کر دینے کی بناء پر مولوی صاحب جماعت احمدیہ پر جس رنگ میں اعتراضات کرتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالحکیم نے بھی ترجمہ و تفسیر شائع کرنے پر اسی رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر زبان طعن دراز کی تھی۔ یہ ہے وہ مشابہت جس کا ہم نے ذکر کیا۔ اور جس کا تازہ ثبوت مولوی صاحب نے اپنے اس تازہ خطبہ میں بھی پیش کر دیا ہے۔

زمیندار جماعتیں اپنا عہد پورا کریں

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے زمیندار جماعتوں کے لئے وہ وقت قریب آگیا ہے۔ جبکہ وہ اپنی مرضی اور اپنی خوشی سے کئے ہوئے عہد کو پورا کر سکیں۔ یعنی اکثر زمیندار جماعتوں کی فصل تقریباً اس مہینہ کے آخر تک نکل آئے گی۔ تحریک جدید میں حصہ لینے والے اکثر زمیندار احباب کا وعدہ یہ ہے۔ کہ وہ اس فصل سے ادا کریں گے۔ چنانچہ کریام کی جماعت کے امیر حاجی غلام احمد صاحب اور ان کے سیکرٹری چوہدری عبدالغنی خانصاحب جو اپنے سال ششم کے وعدوں کو شروع سال میں ہی سو فی صدی پورا کر چکے ہیں۔ اپنی جماعت کے چندہ تحریک جدید کے بارے میں حاجی صاحب (اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آپ کئی دنوں سے بیمار ہیں۔ وہ اس حلقہ میں ہر قسم کا کام نہایت خوشی اور شرح صدر سے کرنے والے ہیں گویا آپ کا دن رات سلسلے کی تبلیغ کے لئے وقف ہے۔ پس خصوصیت سے جالندھر ہوشیارپور کی جماعتوں کو صحت کاملہ کے لئے دعا کرنی چاہیئے) لکھتے ہیں کہ بقیہ رقم انشاء اللہ ۳۱ مئی تک بھجوا دی جائے گی۔ تا کریام کی جماعت کے سب احباب کے نام ۳۱ مئی کے بعد جو دعا کے لئے فہرست پیش ہونے والی ہے۔ اس میں بھی آجائیں۔ اسی طرح [illegible] ضلع ملتان کی جماعت کے پریذیڈنٹ اور سیکرٹری لکھتے ہیں۔ کہ ۳۱ مئی تک تحریک جدید کا چندہ ادا کر دیا جائے گا انشاء اللہ بقایا نہیں رہنے دیا جائے گا۔ پس تحریک جدید سال ششم کے چندے کے متعلق جہاں شہری جماعتیں اور ان کے کارکن یہ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ان کا وعدہ ۳۱ مئی تک سو فی صدی پورا ہو جائے۔ وہاں زمیندار جماعتوں کو بھی اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ عام طور پر ان کے وعدے یہ ہیں۔ کہ وہ اس فصل سے اپنا سالم وعدہ پورا کر دیں گے۔ یا بعض نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ دو فصلوں میں ادا کر دیں گے۔ پس زمیندار جماعتوں کو اسی فصل سے کوشش کر کے اپنا وعدہ پورا کر لینا چاہیئے۔

فائنل سیکرٹری تحریک جدید

احمدیہ کیلنڈر اور خدام الاحمدیہ کا فرض

مہتمم صاحب نشر و اشاعت نے شمسی ہجری سن کے مطابق سال ۱۳۲۰ہش (۱۹۴۱ء) کا کیلنڈر تیار کرایا ہے۔ ان کیلنڈروں پر لوائے احمدیت کا عکس چھپوایا گیا ہے۔ بعض کیلنڈروں پر خدام الاحمدیہ کا علم بھی طبع ہوا ہے۔ اس لئے تمام اراکین مجلس خدام الاحمدیہ کو چاہیئے۔ کہ وہ حتی الوسع یہی کیلنڈر خریدیں۔ قیمت فی کیلنڈر [illegible] محصولڈاک [illegible]

خاکسار خلیل احمد جنرل سیکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ

قادیان میں تحریک جدید کے جلسے

قادیان ۵ ہجرت۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام تحریک جدید کے جلسوں کے لئے ۵ ماہ ہجرت کی تاریخ مقرر تھی۔ اس کے ماتحت آج حسب ذیل مقامات میں مغرب کے بعد کامیاب جلسے ہوئے۔ علاوہ مسجد اقصیٰ۔ دارالانوار۔ دارالرحمت۔ دارالعلوم۔ دارالفضل۔ دارالبرکات۔ دارالفتوح۔ دارالسعۃ۔ بھینی۔ ننگل۔ احمد آباد۔ اور ناصر آباد۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر حلقہ کا پروگرام بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب۔ چوہدری فتح محمد صاحب سیال ناظر اعلیٰ۔ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب۔ مولوی عبدالسلام صاحب عمر۔ خانصاحب ذوالفقار علی خان صاحب۔ حافظ صوفی غلام محمد صاحب۔ قاضی محمد عبداللہ صاحب۔ ملک غلام فرید صاحب۔ قاضی محمد نذیر صاحب۔ مولوی محبوب عالم صاحب۔ مولوی عبدالرحمن صاحب انور۔ واقفین تحریک جدید اور دوسرے احباب نے مختلف مقامات پر تقاریر کیں۔

خاکسار خلیل احمد جنرل سیکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا پتہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ڈاک اور تاروں کا پتہ تا اطلاع ثانی معرفت پوسٹ ماسٹر کراچی صدر" ہوگا۔

مدینۃ المسیح

قادیان ۵ ماہ ہجرت ۱۳۱۹ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کل بعد دوپہر چار بجکر چھبیس منٹ پر بذریعہ کار لاہور تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے سات بجکر پچاس منٹ پر بذریعہ سندھ ایکسپریس عازم کراچی ہوئے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سے سیدہ ام متین حرم رابع حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ۔ سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ۔ سیدہ امۃ الرشید بیگم صاحبہ۔ سیدہ امۃ العزیز بیگم صاحبہ صاحبزادی امۃ الودود بیگم صاحبہ اور صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب حضور کے ہمراہ ہیں۔ جناب مولوی فرزند علی خان صاحب ناظر بیت المال۔ جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب۔ ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے پرائیویٹ سیکرٹری۔ منشی فتح دین صاحب۔ خان میر صاحب افغان اور بعض اور خدام بھی حضور کے ہمرکاب ہیں۔ مقامی امیر حضور نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کو مقرر فرمایا۔

آج تحقیقاتی کمیشن کے ارکان حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب صدر۔ میاں غلام محمد صاحب اختر سیکرٹری۔ قاضی محمد اسلم صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور اور راجہ علی محمد صاحب افسر مال نے صدر انجمن احمدیہ کے لئے کارکنوں کا انتخاب کیا۔ اور گیارہ نوجوانوں کو منتخب کیا۔

حیدر آباد دکن سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ مولوی عبدالسلام صاحب عمر بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی خلف حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے ہاں اہلیہ ثانی سے لڑکا تولد ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

آج بعد نماز عصر ڈاکٹر مرزا احمد افضل بیگ صاحب کی لڑکی رضیہ سلطان بیگم کا رخصتانہ ہوا۔ اس تقریب میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب۔ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب اور بہت سے دوسرے اصحاب شریک ہوئے۔ مدعوئین کی چائے مٹھائی اور پھلوں سے تواضع کی گئی۔ دعا پر یہ تقریب ختم ہوئی۔

(130)

کتاب شان مُصلح موعُود پر ایک نظر

مُصلح موعود کے لئے الہام الٰہی میں مسیح موعُود کا حقیقی بیٹا ہونا شرط ہے

۱۸

میاں مُبارک احمد صاحب کی وفات پر بعض اور الہامات

مصری صاحب کا سب سے آخری حیلہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو مصلح موعود والی پیشگوئی کا مصداق قرار نہ دینے کے متعلق یہ ہے کہ میاں مبارک احمد مرحوم کی وفات پر پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا انا نبشرک بغلام حلیم (۱۶ ستمبر یوم وفات میاں مبارک احمد) و انا نبشرک بغلام حلیم ینزل منزل المبارک (۳۰۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء) اور پھر نومبر ۱۹۰۷ء کو الہام ہوا ساھب لک غلاماً زکیاً۔ پھر الہام ہوا۔ انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰ۔

مصری صاحب ان الہامات کو مصلح موعود کے لئے قرار دیتے ہوئے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ "مبارک احمد کی وفات کے بعد اور ان تینوں لڑکوں کی موجودگی میں اللہ تعالےٰ کا پھر وُہی مصلح موعود والا الہام دوہرانا اور یہ کہنا میں تجھے ایک زکی لڑکا دوں گا۔ صاف بتا رہا ہے۔ کہ ان موجودہ تین لڑکوں سے مصلح موعود کی پیشگوئی کا کوئی مصداق نہیں"۔ (شان مصلح موعود صـ۳۰)

نتیجہ نکالنے سے پہلے مصری صاحب حقیقۃ الوحی سے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام نقل کرتے ہیں۔ جو یہ ہے۔ "تریٰ نسلاً بعیداً انا نبشرک بغلام مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء انا نبشرک بغلام نافلۃ لک۔

اس پر لکھتے ہیں:۔

اس سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ مصلح موعود دُور کی نسل میں ہوگا۔

اور اس کی مزید تائید نافلہ نے کر دی ہے۔ (شان مصلح موعود صـ۳۰)

پھر اربعین نمبر ۳ صـ۳۲ سے ایک الہام یوں نقل کرتے ہیں:۔

تریٰ نسلاً بعیداً مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء

اور اس پر لکھتے ہیں:۔

اس الہام نے تو قطعی طور پر فیصلہ کر دیا ہے کہ مصلح موعود موجودہ اولاد میں سے نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس الہام میں صاف طور پر بتا دیا گیا ہے۔ کہ مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء کا مصداق جو مصلح موعود کے سوا اور کوئی نہیں دُور کی نسل میں جا کر پیدا ہوگا۔ یہ الہام بھی اس وقت شائع ہوا ہے۔ جبکہ یہ تینوں لڑکے پہلے موجود تھے۔ (شان مصلح موعود صـ۳۰)

پھر لکھتے ہیں:۔

اگرچہ موجودہ تینوں لڑکے ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء تک پیدا ہو چکے تھے۔ لیکن مصلح موعود کے متعلق پھر ۱۸۹۷ء میں بشارت ملتی ہے۔ جس کو حضور انجام آتھم کے صـ۱۸۲ پر ان الفاظ میں شائع فرماتے ہیں۔

انا نبشرک بغلام حلیم مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء اسمہ عمانوایل

ایک پوتے کی بشارت

اس کے متعلق یہ امر واضح رہے۔ کہ یہ الہامات جو مبارک احمد کی وفات پر ایک لڑکے کے بارہ میں ہوئے ہیں۔ جن میں ایک غلام حلیم۔ یا زکی غلام کے متعلق بشارت دی گئی ہے۔ اور اسے بنزول منزل المبارک قرار دیا گیا ہے۔ ان الہامات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسی پوتے کے متعلق بشارت کا اعادہ کیا گیا ہے جس کے متعلق حقیقۃ الوحی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام انا نبشرک بغلام نافلۃ کے الفاظ میں آپ ایک پوتے کے متعلق پیشگوئی درج کر چکے ہیں۔ اسی پوتے کو الہامات میں غلام حلیم اور غلام زکی قرار دیا گیا ہے اور اس جگہ زکی کے لفظ سے مصلح موعود والی پیشگوئی ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی طرف اشارہ مطلوب نہیں۔ بلکہ اس نافلہ لڑکے کو بھی اللہ تعالےٰ نے زکی ہی قرار دے رہا ہے۔ اور ایک جیسی صفت کا حامل دو لڑکوں کا ہونا کوئی ممتنع امر نہیں۔

اس نافلہ لڑکے کی خبر سے پہلے اس کے متصل جو یہ بشارت ہے کہ تریٰ نسلاً بعیداً انا نبشرک بغلام مظہر الحق والعلاء

ان الفاظ میں مصلح موعود کا ذکر نہیں بلکہ اسی نافلہ کا ذکر ہے اور اسے ہی مظہر الحق والعلاء ٹھہرایا گیا ہے۔ اور یہ صفت تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعید کی نسل کے بعض پوتوں کو بھی حاصل ہے۔

چنانچہ اربعین نمبر ۳ صـ۳۲ سے جو الہام مصری صاحب نے تریٰ نسلاً بعیداً مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزول من السماء نقل کیا ہے۔ وُہ بھی اسی امر پر دال ہے۔ کہ مصلح موعود کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باقی نسل بھی بلکہ نسل بعید بھی علےٰ قدر مراتب مظہر الحق والعلاء ہوگی۔

مصلح موعُود کی امتیازی حیثیت

ہاں مصلح موعود اپنی اسی شان مظہریت میں مسیح موعود کی قریب و بعید کی نسل میں ممتاز حیثیت رکھے گا۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"سو چونکہ خدا تعالےٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا۔ اور اس میں سے وُہ شخص پیدا کرے گا۔ جو آسمانی رُوح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس لئے اس نے پسند کیا۔ کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے۔ اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے۔ جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے۔ دُنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلائے"۔ (تریاق القلوب صـ۶۴ و ۶۵)

اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام اولاد مسیح موعود کے لائے ہُوئے نور کو پھیلانے والی ہے۔ اور آپ کی نسل کے مظہر الحق والعلاء ہونے کا مفہوم بھی یہی ہے۔ ہاں مصلح موعود کو اس حوالہ میں آسمانی رُوح اپنے اندر رکھنے کی وجہ سے اس شان مظہریت میں ممتاز حیثیت عطا فرمائی گئی ہے۔

یہ تو میں قبل ازیں ثابت کر چکا ہوں کہ مصلح موعود کے لئے ضروری تھا۔ کہ وُہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حقیقی اور صلبی بیٹا ہو۔ کیونکہ خدا کی وحی "وُہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا" اس پر شاہد ناطق ہے۔ لہٰذا مرزا مبارک احمد کی وفات کے بعد کے الہامات یا دُوسرے وُہ الہامات جو تینوں موجودہ صاحبزادگان کی موجودگی میں ایک لڑکے اور نسل کی بشارت پر مشتمل ہُوئے۔ اور انہیں مظہر الحق والعلاء قرار دیا گیا۔ یہ مفہوم رکھتے ہیں۔ کہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودہ اولاد ہی ایسی بشارات کی حامل نہیں۔ بلکہ آپ کی آئندہ نسل بھی خادم اسلام ہوگی اور آپ کے لائے ہُوئے نور کو پھیلانے والی ہوگی۔

مسیح کی ایک قہری شبیہہ کی آمد

لیکن اگر مصری صاحب کو اسی امر پر اصرار ہو۔ کہ ان بشارات میں کسی مصلح کی ہی آمد کی خبر دی گئی ہے۔ جس کا دُور کی نسل میں ظہور ہوگا۔ تو پھر وُہ یاد رکھیں۔ کہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے مصلح موعود کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اور مصلح کی بھی خبر دی ہے۔ جو اس وقت آئے گا۔ جب کہ اس کے آنے کے ساتھ ہی دنیا کی صف لپیٹ دی جائے گی۔ اور دنیا کا یہ دَور ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ آئینہ کمالاتِ اسلام میں فرماتے ہیں۔

"یہ وُہ دقیق معرفت ہے جو کشف کے ذریعہ اس عاجز پر کھلی ہے۔ اور یہ بھی کھلا کہ یوں مقدر ہے۔ کہ ایک زمانے کے گزرنے کے بعد کہ خیر اور صلاح اور توحید کا زمانہ ہوگا۔ پھر دنیا میں فساد اور شرک اور ظلم عود کرے گا اور بعض بعض کو کیڑے کی طرح کھائینگے اور جاہلیت غلبہ کرے گی۔ اور دوبارہ مسیح کی پرستش شروع ہو جائے گی۔ اور مخلوق کو خدا بنانے کی جہالت بڑے زور سے شروع ہو جائے گی۔ اور یہ سب فساد عیسائی مذہب سے اس آخری زمانہ کے آخری حصہ میں اس دنیا میں پھیلیں گے۔ تب پھر مسیح کی روحانیت سخت جوش میں آکر جلالی طور پر اپنا نزول چاہے گی تب ایک قہری شبیہہ میں اس کا نزول ہوکر اس زمانہ کا خاتمہ ہو جائے گا۔ تب آخر ہوگا۔ اور دنیا کی صف لپیٹ دی جائے گی۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ مسیح کی امت کی نالائق کرتوتوں کی وجہ سے مسیح کی روحانیت کے لئے مقدر تھا۔ کہ تین مرتبہ دنیا میں نازل ہو۔"

اب اگر مصری صاحب زیر بحث الہامات کو مسیح کی اس شبیہہ پر چسپاں کرلیں۔ تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن وہ یاد رکھیں۔ مسیح کی یہ شبیہہ جس کا اس وقت ظہور ہوگا۔ جبکہ دنیا کی صف لپیٹ دی جائے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی متعلقہ مصلح موعود اور سبز اشتہار والی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے موعود کے لئے ضروری ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقی اور صلبی اولاد میں سے ہو۔ نہ کہ کسی اور نسل میں۔ مگر مسیح کی یہ شبیہہ جسے مصری صاحب مصلح موعود قرار دینا چاہتے ہیں۔ مسیح موعود کا حقیقی بیٹا نہ ہونے کی وجہ سے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء اور سبز اشتہار کی پیشگوئی کا مصداق قرار نہیں دی جاسکتی۔

نشانِ رحمت

ماسوا اس کے ایک اور زبردست قرینہ اس بات پر کہ مسیح کی یہ شبیہہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کا مصداق نہیں یہ ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مصلح موعود کو الہام الٰہی میں نشانِ رحمت قرار دیا گیا ہے۔ لیکن مسیح کی اس شبیہہ کو جس کا ذکر آئینہ کمالات اسلام کی محولہ بالا عبارت میں ہے مسیح کی قہری شبیہہ قرار دیا گیا ہے۔ اور اسی نے اس کے نزول پر دنیا کی صف کے لپیٹے جانے اور دُنیا کے آخر ہونے کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس پر شاذونادر ہی کوئی ایمان لائے گا۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ لا تقوم القیامۃ الا علی اشرار الناس کہ قیامت صرف شریر لوگوں پر ہی قائم ہوگی۔ پس اس کا نزول محض اتمام حجت کے لئے ہوگا۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والا مصلح موعود تو نشانِ رحمت ہے۔ اور اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تریاق القلوب کے اوپر ذکر کردہ حوالہ میں ان نوروں کو پھیلانے والا قرار دیا ہے۔ جس کی تخم ریزی صرف آپ کے ہاتھ سے ہوئی۔ اور اسے الہام نے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرنے والا قرار دیا ہے۔ مگر مسیح کی یہ قہری شبیہہ جس کی آمد پر دنیا کی صف لپیٹ دی جائے گی۔ اگر اس کے ہاتھوں بہت لوگ روحانی بیماریوں سے نجات پا جائیں۔ تو پھر اس کی آمد پر دنیا کی صف لپیٹی نہیں جاسکتی۔ پس معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسیح کی یہ قہری شبیہہ صرف اتمام حجت کی خاطر نازل ہوگی۔ اور اس پر کوئی شاذونادر ہی ایمان لائیگا کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق قیامت قائم ہونے کا وقت وہ ہوگا جبکہ دنیا میں سب شریر ہی شریر رہ جائیں گے۔

پس ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی والا مصلح موعود جو نشانِ رحمت ہے نہ کہ مسیح کی قہری شبیہہ اُس کا ذکر آئینہ کمالات کے زیر بحث حوالہ میں ہرگز نہیں کیا گیا۔ بلکہ یہ مصلح موعود کے علاوہ کوئی اور شخصیت ہے۔ جس کا ظہور کسی آئندہ دَور کے زمانہ میں ہوگا۔

پس مصری صاحب نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی والے مصلح موعود کے دنیا کو کسی آئندہ زمانہ میں منتظر رکھنے کی جو کوشش کی ہے۔ اسے خود الہام الٰہی نے بے نقاب کرکے مصری صاحب کو ان کے مقاصد میں ناکام کر دیا ہے۔

قاضی محمد نذیر لائلپوری از قادیان

احمدیہ لائبریری کلکتہ کے لئے گزارش

کلکتہ ایسے عظیم الشان شہر میں جہاں غیر مسلموں کی ہزاروں لائبریریاں اور غیر احمدیوں کے متعدد کتب خانے و دار المطالعے ہیں وہاں جماعت احمدیہ کی اپنی لائبریری نہ ہو یہ حد درجہ افسوس ناک بات تھی۔ اور احباب جماعت کلکتہ عرصہ سے اس ضرورت کو شدت سے محسوس کر رہے تھے۔ اور کچھ کوششیں بھی ہوتی رہیں لیکن خدا تعالیٰ جزائے خیر دے مولوی محمد سلیم صاحب مبلغ سلسلہ کو انہوں نے گذشتہ دنوں اپنے قیام کلکتہ کے دوران میں خاص طور پر تحریک کرکے جماعت کو تیار کیا۔ اور پھر خدام الاحمدیہ کلکتہ کی کوششوں کو بھی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ جنہوں نے لائبریری کے مکمل کرنے کا عزم کیا۔ اور احباب کلکتہ کے اخلاص میں برکت عطا فرمائے کہ انہوں نے تعاون فرما کر ایک بہت بڑی کمی کو دور کرنے میں مدد فرمائی۔ مگر ابھی ضرورت ہے کہ حسب ذیل طریقوں سے حصہ لے کر شہر کلکتہ میں جماعت احمدیہ کلکتہ کی ایک مکمل مرکزی لائبریری و دار المطالعہ شاندار نمونہ پر قائم کیا جائے۔

(۱) سلسلہ اور غیر سلسلہ اور ہر مذہب و ہر فن کی کتابیں عنایت فرمائیں۔

(۲) دیگر ضروریات کی چیزیں مہیا کریں

(۳) اخبارات و رسالہ جات جاری کرائیں۔

(۴) ممبری کی فیس سالانہ ایک روپیہ آٹھ آنہ داخل کرکے ممبر بنیں۔

بیرون کلکتہ کے احباب بھی جو کتابیں مفت ارسال فرمائیں شکریہ کے ساتھ قبول کی جائیں گی۔ اس کے لئے ضرورت ہے کہ پہلے کتابوں کے متعلق اطلاع دیں۔ کہ کیسی کتابیں ہونگی۔ پھر یہ کہ اس کے منگانے پر ڈاک یا ریلوے خرچ کیا آئے گا۔ یہ خرچ ہم خود برداشت کریں گے۔ لائبریری کے ماتحت سلسلہ کی تصنیفات کے فروخت کرنیکا بھی انتظام کیا گیا ہے سلسلہ کے مصنفین و ناشرین اپنی کتابیں شرائط طے کرکے بنام لائبریرین ارسال فرمائیں۔ ان کتابوں کے فروخت و اشاعت کی حتی الامکان پوری کوشش کی جائے گی۔ جو کتاب مفید سمجھی جائے گی۔ اس کے لئے حسب ضرورت مقامی اخباروں میں اشتہار بھی شائع کرایا جائے گا۔ مقامی کتب فروشوں سے بھی گفتگو کی جائے گی۔ اشتہاروں کا خرچہ مصنفین کو خود برداشت کرنا ہوگا۔ یہ بھی اطلاع دینا ضروری ہے۔ کہ حسب ضرورت کتنی کاپیاں کلکتہ یا بنگال کے بڑے بڑے معززین کو مفت دے کر ریویو لکھانے کی کوشش کی جائے۔

جملہ اندرون و بیرون ہند کی جماعت ہائے احمدیہ کے سیکرٹریان تبلیغ سے عرض ہے کہ ہمارے ساتھ تبلیغی ٹریکٹوں وغیرہ کا تبادلہ قائم کریں۔ خواہ کسی زبان کے ہوں یہاں کام آسکتے ہیں۔ یہاں سے اردو، بنگلہ یا انگریزی کے

دعا! دعا!! دعا!!!

حضرت میر محمد اسحٰق صاحب جماعت کے ان بزرگوں میں سے ہیں۔ جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ سلسلہ کی خدمت کے لئے وقف ہے۔ اور جن کا وجود نہایت ہی مفید اور فیض رساں ہے۔ محنت و مشقت اور عمر کے تقاضے سے بشریت کے لئے چونکہ اضمحلال لازمی ہے۔ اس لئے بعض جسمانی عوارض آپ کو لاحق ہو چکے ہیں۔ ان کا ذکر آپ نے جس دردناک پیرایہ میں کیا ہے۔ وہ ہر اس شخص کو بے چین کر دے گا۔ جو آپ سے متعارف ہے۔ اور بے اختیار اس کے موہنہ سے دعا نکلے گی۔ کہ خدا تعالیٰ حضرت میر صاحب کو کلی صحت بخشے۔ لمبی عمر عطا کرے۔ اور سلسلہ کی بیش از پیش خدمات سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ احباب یہ دعا درد دل کے ساتھ مسلسل اس وقت تک جاری رکھیں جب تک حضرت میر صاحب خود انہیں یہ خوشخبری نہ سنائیں کہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے انہیں صحت بخشی ہے۔ اور وہ خدمات دینیہ میں پوری سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں۔

(الفضل)

مجلس مشاورت کے دوسرے تیسرے روز ایک دن آدھی رات کو جب میں اٹھا تو میرے ناک کے دائیں نتھنے سے ایک قطرہ شفاف پانی کا خود بخود نکل کر گرا صبح اٹھنے پر یہ بیماری علی التواتر جاری ہو گئی۔ اور آج تک پوری شدت سے جاری ہے۔ کہ دائیں نتھنے سے قریباً ہر وقت شفاف پانی کے قطرات جن میں زکام یا بلغم کا قطعاً کوئی مادہ نہیں ہوتا۔ ٹپکتے رہتے ہیں۔ معالج میرے بڑے بھائی صاحب حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب ہیں روزانہ جلاب دیا جاتا ہے۔ ناک میں ڈالنے کی دوائیں استعمال کی جاتی ہیں۔ بورک لوشن سے ناک دھلایا جاتا ہے۔ مختلف کمسچر یا ڈونا وغیرہ کے استعمال کرائے گئے ہیں۔ مقوی ادویہ دی جاتی ہیں۔ غذائیں بھی مقوی دماغ دی جاتی ہیں۔ مگر دو ماہ ہوئے کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ ناک سے آنے والے پانی کو کئی مرتبہ پھاڑ کر دیکھا گیا اس میں بلغم کا مادہ نہیں۔ بلکہ شوگر پائی گئی۔ حضرت بھائی صاحب کا خیال ہے۔ کہ دماغ پر کثرت محنت اور کار کا ایسا اثر پڑا ہے۔ کہ دماغ کے بھیجے اور گرد جو پانی ہوتا ہے۔ وہ رس رس کر نکلتا ہے۔ نماز کے لئے رکوع یا سجدہ میں سر جھکاتے ہی قطرے ٹپ ٹپ گرنے لگتے ہیں۔ سر نہ جھکایا جائے۔ تو حلق کی طرف گرتے ہیں۔ غرض ہر وقت یہ سلسلہ جاری ہے۔ مدرسہ احمدیہ۔ لنگر خانہ قضاء اور دیگر سب کام عملاً چھڑا دیئے گئے ہیں۔ درس بھی بند ہے۔ ڈاکٹری حکم ہے۔ کہ چوبیس گھنٹہ بستر پر پڑے رہو۔ سر کھوکھلا ہو گیا ہے۔ نظر جلدی جلدی کمزور ہو رہی ہے۔ سر میں درد جسے پنجابی میں سیل پڑنا کہتے ہیں شروع ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا کون انکار کر سکتا ہے؟ انه لاییئس من روح الله الا القوم الکافرون مگر بظاہر حالات مجھ پر یہ اثر ہے کہ اب وہیں جانے کا وقت آ گیا ہے جو ہم سب کے لئے ازل سے مقدر ہے ہر شخص پر عمر میں ایک ایسا وقت آتا ہے کہ ٹپکتی چھت کی طرح کبھی ادھر اور کبھی ادھر۔ کبھی یہاں اور کبھی وہاں برتن رکھنے پڑتے ہیں۔ پس میرے قویٰ کے لحاظ سے اب ایسا وقت آ گیا ہے۔ کہ دماغ درست ہوا۔ تو آنکھیں خراب ہیں۔ آنکھیں اچھی ہوئیں تو معدہ خراب ہے۔ اس کا علاج کیا تو جگر خراب ہو گیا۔ اس کو دوا سے تقویت دی۔ تو گردہ کا فعل بگڑ گیا۔ میں اپنے موہنہ سے کیا کہوں۔ ڈاکٹر صاحب کا فتویٰ ہے۔ کہ یہ نقائص کثرت کار اور کثرت محنت کا نتیجہ ہیں۔ بالآخر اب میں لاہور کسی سپیشلسٹ کے پاس معائنہ کے لئے جا رہا ہوں۔ اور یہ ساری آپ بیتی اس لئے لکھی ہے۔ کہ دوست مجھے ایک تحفہ دیں اور وہ درد دل کی دعا کا تحفہ ہے۔ اور وہ دعا یہ ہو کہ خدا تعالیٰ نے مجھے صحت کلی عطا فرمائے۔ اور مجھے مزید مگر ایسی عمر عطا فرمائے کہ میری زندگی کا ہر لمحہ لوگوں کو قرآن حدیث۔ اسلام احمدیت اور اخلاق حسنہ سکھانے میں اور عزیز و اقارب یتامیٰ۔ بیوگان اور مصیبت زدہ لوگوں کو آرام پہونچانے میں صرف ہو۔ اور یہ سب کام میں محض اور محض ایک وجود کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے کروں۔ اور اس کی رضاجوئی کے سوا اور کوئی بات میرے مدنظر نہ ہو۔ اور وہ وجود وہی ہے جس نے پیدا کیا۔ اور جو مجھے ایک دفعہ ضرور موت کا مزہ چکھائے گا۔ اور گو میں مر کر خاک ہو جاؤں گا۔ اور میرے جسم کے ذرات بالکل زمین میں مل جائیں گے مگر وہ قادر مطلق مجھے دوبارہ زندہ کرے گا۔ اور میں اکیلا اس پر ہیبت دربار میں حاضر ہوں گا۔ وہاں دائیں بائیں یعنی چاروں طرف آگ ہی آگ نظر آئے گی۔ اور حالت میری یہ ہو گی۔ کہ ننگے پاؤں ننگے بدن اسی طرح جس طرح شکم مادر سے دنیا میں آیا تھا۔ شکم زمین سے اس کے حضور پیش ہوں گا۔ وہاں میں جھوٹ نہ بول سکوں گا۔ دل کی بات چھپا نہ سکوں گا۔ چرب زبانی نہ کر سکونگا۔ عقیدے میرے اسکی مہربانی ہے کہ اچھے ہیں ہاں اعمال و اخلاق ضرور خراب بلکہ خراب تر ہیں۔ وہ اگر پکڑنے پر آئے تو اسکا حق ہے۔ میں چون و چرا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس نے اپنے انبیاء بھیجکر مجھے سب کچھ بتا دیا تھا۔ یہ میری نالائقی ہے کہ میں نے ان خیر خواہوں کی نصیحت پر عمل نہیں کیا۔ اور اگر وہ بخش دے تو وہ بڑا بادشاہ ہے۔ بادشاہوں کے برابر کون خیرات کر سکتا ہے۔ پس اگر وہاں خیرات خوروں میں میرا نام آ گیا۔ تو بیڑا پار ہے۔ اور اگر مزدوروں میں نام آیا۔ تو پھر بڑی مشکل ہو گی۔ میں جو اپریل کی دھوپ برداشت نہیں کر سکتا۔ کسطرح وہاں کی حر شدید برداشت کروں گا۔

پس دوست درد دل سے دعا فرمائیں۔ کہ ہمارا قادر مطلق خدا مجھے صحت و عافیت عطا فرمائے اور طاقت و توانائی کے بعد مجھے نیک کاموں میں لگا دے۔ اور میرا انجام بخیر فرمائے۔ اور سیدھا بہشت میں لے جائے کہ جہاں پھر کوئی خطرہ نہیں۔ یہ سب خطرے اس پر فتنہ دارالامتحان میں ہیں۔ اف کتنی خطرناک یہ جگہ ہے کہ کسی بات کا بھی تو اطمینان نہیں۔ کوئی امر بھی تو تسلی والا نہیں۔ کسی معاملہ کی بھی تو گارنٹی نہیں لی جا سکتی۔ خدا ہی ہے۔ جو اس دارالغرور سے دارالسلام میں پہنچا دے۔ خدا کی قسم دل تو چاہتا ہے کہ بخاری کا درس دوں۔ الفضل میں مضامین لکھوں قادیان میں طلبہ میں مختلف مضامین پر لیکچر دوں۔ مدرسہ احمدیہ میں پڑھاؤں۔ مہمانوں کی خدمت کروں۔ مگر بیماری نے سارا سلسلہ بند کر دیا ہے اے اللہ تو مجھ پر رحم فرما۔ اور تجھے ہی میں پکارتا ہوں۔ کیونکہ میں سچے عقیدہ۔ پختہ یقین۔ اور قرآن و حدیث کے فرمانوں سے یہی سمجھتا ہوں کہ تیرے سوا کسی کو پکارنا خواہ جبریل امین ہو یا محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سراسر کفر و شرک اور نار جہنم میں جانے کے مترادف ہے۔ پس میں صرف تیرے دروازہ کا فقیر ہوں۔ تیرے سوا کوئی داتا نہیں۔ مگر تو کوئی ضار و نافع نہیں۔ مگر تو میرا کوئی مسجود نہیں۔ مگر تو کوئی مشکل کشا نہیں۔ مگر تو میرا کوئی شافی نہیں۔ مگر تو اس کون و مکاں میں کسی کی یہ مجال نہیں کہ وہ لوگوں سے عرضیاں لے اور انہیں منظور کرے۔ بلکہ ساری دنیا فقیر اور سائل ہے۔ داتا صرف تو ہے تیرے دربار میں سارے ولی۔ سارے رشی۔ سارے نبی۔ بلکہ سب سے آگے نبیوں کا سردار سرور کائنات اپنا کشکول لئے کھڑا ہے۔ کہ اے میرے خدا میں ننگا ہوں۔ سوائے اس کے کہ تو مجھے کپڑا پہنائے۔ پس اے میرے آقا مجھے کپڑا پہنا۔ اے میرے خدا میں بھوکا ہوں۔ سوائے اس کے کہ تو مجھے کھانے کو دے۔ پس اے میرے آقا مجھے کھانے کو دے۔ اے میرے خدا میں پیاسا ہوں۔ سوائے اس کے کہ تو مجھے پینے کو دے۔ پس اے میرے آقا تو ہی مجھے پینے کو پانی دے۔ اے میرے خدا میں بیمار ہوں سوائے اس کے کہ تو مجھے شفا عطا فرمائے۔ پس اے میرے خدا تو ہی مجھے میری بیماریوں سے شفا عطا فرما۔ جس دربار کے بھکاری سب نبی بلکہ نبیوں کے سردار ہیں، اسی دربار کے ہم بھکاری ہیں۔ اور جس بادشاہ کے آگے موسیٰ نے ہاتھ پھیلایا تھا

صنعت کاغذسازی اور مسلمان

اسلام کے ابتدائی زمانہ تک دنیا کاغذ سے ناواقف تھی۔ لکھنے کے لئے ایک قسم کی جھلی یا کمایا ہوا چمڑہ استعمال کیا جاتا تھا۔ جس کی تیاری کے لئے جنوبی عرب میں کئی کارخانے تھے۔ قرآن کریم کی کتابت بھی اسی پر کی جاتی۔ کاغذ کی نہ ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ اور نہ اس کی طرف کسی کی توجہ تھی۔ لیکن مسلمانوں نے جب مصر کو فتح کیا۔ تو ان کو معلوم ہوا۔ کہ وہاں ایک درخت ہے۔ پی رس (فافیر) پایا جاتا ہے جس سے مصری لکھنے کا سامان پیدا کرتے ہیں۔ مصر میں یہ صنعت بہت محدود اور قریباً مقامی حیثیت رکھتی تھی۔ اور کوئی ترقی یافتہ صنعت نہ تھی مگر مسلمانوں نے مصر میں پہنچ کر اسے انتہائی فروغ دیا۔ اور کمال کو پہنچا دیا۔ اسلامی حکومت کے قوانین میں چونکہ تجارت اور صنعت و حرفت پر کوئی محاصل عائد نہیں کئے جاتے۔ اس لئے مسلمان جہاں بھی گئے۔ تجارت اور صنعت و حرفت کی ترقی کا موجب ہوئے چنانچہ عربوں نے مصر میں پہنچ کر فافیر سے کاغذ سازی کی صنعت کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور اسے اس قدر عروج پر پہنچایا۔ کہ محض اس کی بدولت مدتوں یورپ کی منڈیوں میں ان کا سکہ رہا۔

فافیر کا درخت زیادہ تر ساحلی علاقہ کی پیداوار تھا۔ اس لئے کاغذ سازی کی صنعت کا مرکز بھی دریائے نیل کا ڈیلٹا اور علاقہ دمیاط تھا۔ اور یہی علاقہ اس تجارت کی سب سے بڑی منڈی سمجھا جاتا تھا

مصر میں گو پہلے پہل عربوں نے فافیر سے ہی کاغذ سازی کا کام شروع کیا۔ لیکن ان کی ترقی پذیر طبائع نے اسی پر بس نہ کی۔ بلکہ اس صنعت کو ترقی دیتے رہے۔ چنانچہ تھوڑا ہی عرصہ بعد انہوں نے روئی (کتان) سے کاغذ بنانا شروع کر دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ خلیفہ معتصم نے جب سامرہ کو اپنا دارالخلافہ بنایا۔ تو اپنی مملکت کے ہر حصہ سے ماہرین فن کو جمع کیا تاکہ وہ اپنی اپنی صنعت کے نمونے پیش کریں۔ اسی ضمن میں مصر سے کاغذ ساز بلائے گئے۔ مگر سامرہ کے علاقہ میں چونکہ فافیر کا درخت پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے انہوں نے کسی دوسری چیز سے جو غالباً روئی یا کتان ہی تھی۔ وہاں کاغذ بنائے۔

کاغذ سازی کی صنعت اس طرح مصر میں عربوں نے شروع کی۔ لیکن بعد میں کئی مقامات پر ایسے کارخانے قائم ہو گئے۔ شمالی عرب میں ایک کارخانہ تہامہ کے مقام پر قائم ہوا۔ اور پھر فضل بن یحیٰی برمکی کی تحریک پر بغداد میں ایک کارخانہ قائم ہوا۔ یورپ کی حکومت کو چونکہ سرکاری اغراض کے لئے اس زمانہ میں بھی کاغذ کی بہت ضرورت ہوتی تھی۔ اس لئے مصر سے کاغذ قسطنطنیہ جاتا تھا۔ اور وہاں سے یورپ کی مختلف منڈیوں میں پہنچتا تھا۔ اس کے علاوہ مسلمانوں نے چونکہ دنیا کے ہر حصہ میں علم کا چرچا پھیلا دیا۔ اس لئے شوق تحصیل علم کے ساتھ کاغذ کا خرچ بھی زیادہ ہوتا گیا۔ اور اس لئے اس تجارت کو بھی روز افزوں ترقی حاصل ہوتی گئی بعدہٗ سمرقند میں بھی کاغذ سازی کے بہت سے کارخانے قائم ہوئے۔ اور یہ اس بھی اس تجارت کا ایک زبردست مرکز قائم ہو گیا۔ یہاں سے کاغذ بہت بڑی مقدار میں برآمد ہوتا تھا۔ اور آہستہ آہستہ جگہ بہ جگہ کاغذ سازی کے کارخانے قائم ہو گئے

عربوں کا دنیا کے تمدن پر ایک بہت بڑا احسان مورخین کو یہ مسلم ہے کہ وہ بین الاقوامی تعلقات قائم کرنے میں بہت کوشش کرتے رہتے تھے ایک ملک کی مفید اشیا سے دوسرے ملکوں کو فائدہ پہنچانے کی پوری سعی کرتے تھے۔ چنانچہ جوں جوں وہ شمالی افریقہ کے ساحل پر آگے بڑھتے گئے۔ اور اندلس اور وہاں سے صقلیہ پہنچے فافیر کے درخت کی کاشت اور اس کی غور و پرداخت کا علم بھی اپنے ساتھ لیتے گئے۔ نیز روئی کے پودے کی کاشت کو انہوں نے اندلس میں پہنچایا۔ اور اس طرح ان علاقوں میں بھی کاغذ سازی کی صنعت مسلمانوں کے ساتھ ہی گئی چنانچہ اندلس اور صقلیہ میں کاغذ سازی کے بڑے بڑے کارخانے قائم ہوئے اور کاغذ کثرت کے ساتھ یورپین ممالک میں پہنچنے لگا حتی کہ مسلمانوں کے اندلس میں داخلہ کے بہت ہی تھوڑے عرصہ بعد یورپ میں تحریر کے لئے جھلی اور چمڑے کا رواج بالکل متروک ہو گیا۔ اور چونکہ جھلی پر جو کتابیں لکھی جاتی تھیں۔ وہ بہت گراں ہوتی تھیں اس لئے کاغذ کی صنعت کے فروغ کا ایک نتیجہ یہ ہوا۔ کہ علمی تصانیف کی قیمتیں کم ہونے لگیں۔ اور علم و فن کا دائرہ وسیع ہونے لگا۔ اور اس لحاظ سے بھی دنیا عربوں کی ممنون احسان ہے۔

گو یہ صنعت مسلمانوں کی تھی۔ اور وہی مشرقی ممالک سے یورپ کو کاغذ مہیا کرتے تھے۔ لیکن زمانہ وسطیٰ کے آخری حصہ میں یورپ میں بھی یہ تجارت شروع ہوئی اور کاغذ سازی کے کارخانے قائم ہوئے مگر وہ ایشیا کے مقابلہ میں ارزاں کاغذ مہیا نہ کر سکتے تھے۔ اس لئے اہل یورپ کی انتہائی کوششوں کے باوجود مدتوں ایشیا کا کاغذ یورپ میں پہنچتا رہا۔ مگر اب قریباً گذشتہ دو صدیوں سے یہ حال ہے۔ کہ مغربی ممالک میں ان صنعتوں نے ایسا فروغ پایا ہے۔ کہ ایشیائی صنعت قریباً ختم ہو چکی ہے۔ اور یورپ کے بنے ہوئے کاغذ کا مقابلہ نہیں کر سکتی کاغذ سازی کے ساتھ علوم و فنون کی ترقی کے دوسرے سامانوں کی تیاری میں بھی مسلمانوں نے بہت دلچسپی لی۔ چنانچہ اس زمانہ میں انہوں نے کئی انواع کی روشنائیاں ایجاد کیں۔ اور اس موضوع پر نہایت محققانہ کتب اور رسالے تحریر کئے۔ اور اس صنعت کو بھی انتہاء تک پہنچا دیا۔ مسلمانوں نے علوم و فنون کی اشاعت کے لئے جو سہولتیں پیدا کر دیں۔ ان کا ایک نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کتابوں کے متعلق خوشخطی کا خیال زیادہ رکھا جانے لگا۔ چونکہ ہر چیز میں خاص خوبی پیدا ہو رہی تھی۔ لوگوں کے مذاق میں بھی نفاست آنے لگی۔ اور پرانے زمانہ کی بدخط کتب لوگ ناپسند کرنے لگے اور خوشخط لکھی ہوئی کتابوں کی قیمت زیادہ سے زیادہ پڑنے لگی۔ اور اس طرح کتابت نے ایک مستقل پیشہ اور فن کی حیثیت اختیار کر لی۔ اور ایک بہت بڑی جماعت خطاطوں کی پیدا ہو گئی جو محض کتابیں نقل کر کے اپنا پیٹ پالتی تھی۔ اس فن کی ترقی کے ساتھ جیسا کہ عام قاعدہ ہے۔ اس میں کئی جدتیں بھی پیدا ہونے لگیں۔ اور نئی قسم کے خط نکل آئے۔ سرکاری دستاویزیں جس خط میں لکھی جاتی تھیں۔ اسے خط الجلیل کہا جاتا تھا۔ غرضیکہ مختلف ضرورتوں کے لئے مختلف خط مختص ہوتے گئے۔ عام کتابوں کو نقل کرنے کے لئے بالعموم مُدَوَّر صورت کا قمری خط استعمال ہوتا تھا۔ جسے مُدَوَّر الصغیر کہا جاتا تھا۔ ایک خط عراقی کہلاتا تھا جس میں عام طور پر قرآن کریم لکھا جاتا تھا۔ خلیفہ مامون نے طرز تحریر کو اور زیادہ خوش نما بنانے کے لئے ایک باقاعدہ کوشش کی۔ اور ان کے زیر ہدایت اس زمانہ کے مشہور عالم اور مدبر ابن مقلہ نے عربی خط میں خوبصورتی پیدا کرنے کے لئے بہت کوشش کی۔ اور حروف کو ملانے کا ایک نیا طریق ایجاد کیا۔ اور اس کے بعد ایک اور عالم ابن بواب نے حرفوں کو مدور اور جوڑنے کے عمل کو مکمل کر کے رسم الخط کو اور زیادہ خوش نما کر دیا۔ ایک اور مشہور خطاط یاقوت تھا۔ جو چھٹی صدی ہجری کے ابتداء میں ہوا۔ اس نے بھی اس فن کو بہت فروغ دیا۔ بعد کے زمانوں میں اور بھی طرح طرح کے خط ایجاد ہوتے رہے بلحاظ صحت تعلیق کو زیادہ اہمیت حاصل ہے اور اس کے بعد نستعلیق کا درجہ ہے۔ جو آج کل علم

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۵ مئی۔ کل مغربی مورچہ پر متحاربین نے ایک دوسرے پر گولے برسائے سار کے قریب جرمن فوجوں نے چھاپہ مارا۔ مگر فرانسیسی اور برطانوی توپوں نے گولے برسا کر ان کے چھکے چھڑا دیئے۔

لنڈن ۵ مئی۔ کل دریائے ٹیمز کے قریب دھماکے ہوتے رہے۔ مگر کوئی نقصان نہیں ہوا۔ اور نہ ہوائی حملہ کے خطرہ کا اعلان کیا گیا۔

لنڈن ۵ مئی۔ ناروے کے دور شمال میں نارو ک کے آس پاس زور شور سے لڑائی ہو رہی ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ انگریز اور ان کے ساتھی جرمن فوجوں کو گھیرے میں لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لنڈن میں بتایا گیا ہے۔ کہ شمال میں لڑائی زور شور سے جاری رکھی جائیگی ناروے کے کمانڈر نے بھی شمال میں اپنا مرکز بنا لیا ہے۔

لنڈن ۵ مئی۔ لوگ اب اس بات کی اہمیت سمجھ رہے ہیں۔ کہ انگریز اور ان کے ساتھی مغربی مورچہ سے کیوں پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ ان کے ہٹنے سے لڑائی کا ایک محاذ ختم ہو گیا ہے۔ لیکن ممکن ہے۔ اب لڑائی پہلے سے زیادہ زور پکڑ جائے۔

لنڈن ۵ مئی۔ برباد کرنے والا ایک انگریزی جہاز پولینڈ کو دے دیا گیا ہے۔

لنڈن ۵ مئی۔ ہالینڈ کی پولیس نے ۲۱ آدمیوں کو اس شبہ میں گرفتار کیا ہے۔ کہ وہ گورنمنٹ کی جڑیں کھوکھلی کر رہے تھے۔ وزیر اعظم نے بتایا کہ ان لوگوں نے ایسے کام کئے جن کا مقصد یہ تھا کہ ہالینڈ کو لڑائی سے الگ نہیں رہنا چاہئے۔

لنڈن ۴ مئی۔ برطانوی بیڑے کا ایک دستہ کل مصری بندرگاہ اسکندریہ میں پہنچ گیا۔ اس دستہ میں تباہ کن جنگی کروزر تو جسے جانے والے جہاز اور کئی آبدوزیں شامل ہیں۔ آج سرکاری طور پر اعلان کیا گیا کہ برطانوی بیڑے کا دوسرا دستہ بھی بحیرہ روم کو چل پڑا ہے اور وہ آج اسکندریہ پہنچ جائے گا۔ اس سے پیشتر اتحادیوں کا اتنا زبردست بیڑہ کبھی بحیرہ روم میں نہیں بھیجا گیا۔

برلن ۴ مئی۔ بحیرہ روم میں برطانوی بیڑے کی نقل و حرکت سے جرمنی میں غیظ و غضب کا طوفان برپا ہو گیا ہے۔ اور جرمن اخبارات لکھ رہے ہیں کہ مصری بندرگاہ اسکندریہ پر برطانوی بیڑے کے قبضہ کا سوائے اس کے اور کوئی مقصد نہیں کہ برطانیہ ریاست ہائے بلقان پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں لنڈن کے سیاسی حلقوں میں کہا جا رہا ہے۔ کہ جرمنی جب کبھی کسی غیر جانبدار ملک پر جارحانہ حملہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ پہلے برطانیہ پر الزام لگایا کرتا ہے۔ ٹائمز کا سیاسی نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ اگر کسی بلقانی ریاست پر حملہ کیا گیا۔ تو جنگ کے میدان میں بہت توسیع ہو جائے گی اور متعلقہ ممالک کے لئے اس کے نتائج بہت خوفناک ہونگے۔

دہلی ۵ مئی۔ ممکن ہے وائسرائے ہند پنجاب اور بنگال کے وزیر اعظموں سے جلد ہی شملہ میں ملاقات کریں۔ امید ہے کہ وزیر اعظم بنگال ۱۵ مئی کو وائسرائے سے ملیں گے۔ سر سکندر حیات اگلے سنیچر کو شملہ میں پہنچ رہے ہیں اور ممکن ہے پہنچتے ہی وائسرائے سے ملیں۔ ریاستوں کے ریذیڈنٹ بھی وائسرائے سے ملاقات کریں گے۔ وائسرائے ہند کو اس ضروری سوال کا فیصلہ کرنا ہے کہ سنٹرل اسمبلی کی میعاد بڑھائی جائے یا نہ امید کی جاتی ہے کہ ۱۵ مئی کے لگ بھگ اس بارہ میں کوئی اعلان شائع ہو جائے گا۔

دہلی ۵ مئی۔ سی پی کے سابق وزیر اعظم ڈاکٹر کھرے نے آج گورنر سے غیر کانگرسی وزارت بنانے کے متعلق ڈیڑھ گھنٹہ گفتگو کی۔ مگر اخباروں کو یہ بتانے سے انکار کر دیا کہ کیا گفتگو ہوئی۔ اور کہا۔ گورنر نے یقین دلایا ہے کہ اس بارہ میں اخباروں کو کوئی سرکاری بیان اشاعت کے لئے نہیں دیا جائے گا۔

کلکتہ ۵ مئی۔ گورنر بنگال نے جوٹ کی صنعت کے متعلق جو کانفرنس بلائی ہوئی تھی۔ وہ آج ختم ہو گئی۔ کانفرنس نے جو باتیں گورنمنٹ کے سامنے سوچ بچار کے لئے رکھی ہیں۔ ان پر گورنمنٹ پوری طرح غور کرے گی۔

پشاور ۵ مئی۔ امید ہے کہ صوبہ سرحد کی گورنمنٹ آج یا کل یہ اعلان جاری کر دے گی کہ سرحدی صوبہ کا کوئی خاکسار پنجاب نہیں جا سکے گا۔

لاہور ۵ مئی۔ خاکساروں کو مجبور کر کے پولیس کے حوالے کر دینے کے لئے ایک نئی تجویز نکالی گئی ہے اور وہ یہ کہ تین مسجدوں کے رستے کانٹے دار تاریں لگا کر روک دیئے گئے ہیں۔ ان کے آس پاس بھی رستے گاڑیاں اور موٹریں آ بھی سکیں گی اسی رستے واپس نہ جا سکیں گی جو لوگ ان مسجدوں میں جاتے ہیں ان کی اچھی طرح تلاشی لی جاتی ہے۔ ان مسجدوں کے علاقوں میں جو دکانیں ہیں وہ آج قریباً تمام بند رہیں۔

لاہور ۵ مئی۔ آج پولیس نے پنجاب اسمبلی کی مسلمان خاتون ممبر باجی رشیدہ لطیف کے خلاف ایک مقدمہ درج کیا ہے کہا جاتا ہے کہ وہ ایک مسجد میں خاکساروں کو کھانے پینے کی چیزیں پہنچاتی تھیں۔

لاہور ۵ مئی۔ لاہور کو ہوائی حملوں سے بچانے کے لئے جو تجاویز زیر غور ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ بہت سے گڑھے کھودے جائیں۔ جہاں زخمیوں کی مرہم پٹی کی جائے۔

کراچی ۵ مئی۔ سندھ کی وزارت آج کل ان تجاویز پر عمل کرنے میں لگی ہوئی ہے جو ہندو انڈیپنڈنٹ پارٹی نے پیش کی ہیں۔ سکھر کے فسادات سے جو نقصان ہوا تھا۔ اس کے متعلق فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ ۲۵ ہزار کی رقم بطور امداد دی جائے۔ اس کے علاوہ کم سود پر تقاوی قرضے بھی دیئے جائیں۔

لکھنؤ ۵ مئی۔ سنی شیعہ جھگڑے کے سلسلہ میں لوگوں کو جلسے اور جلوس نکالنے سے روک دیا گیا تھا۔ اب یہ روک چند روز کے لئے اور بڑھا دی گئی ہے۔

لنڈن ۵ مئی۔ ناروے کے بیرونی معاملات کے وزیر اور ملکی معاملات کے وزیر آج لنڈن پہنچے جو برطانیہ سے صلاح اور مشورہ کریں گے۔

لنڈن ۵ مئی۔ ناروے سے لڑائی کی کوئی تازہ خبر نہیں پہنچی۔ سویڈن سے جو خبریں آئی ہیں۔ ان میں پوری تفصیل نہیں ہے۔ صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ اوسٹر میں لڑائی ہو رہی ہے۔ جہاں ناروے کی چھوٹی سی فوج نے جرمنوں کو بہت نقصان پہنچایا۔

لنڈن ۵ مئی۔ مسٹر ہور بیلیشا نے ایک تقریر کی۔ جو ان الفاظ پر ختم ہوئی۔ کہ اب وہ وقت آ گیا ہے جب کہ اس نازک زمانہ میں اٹلی والوں کو امن کے لئے دعا کرنی چاہیئے۔

روم ۴ مئی۔ معلوم ہوا ہے اٹلی کے سمندری بیڑے کے جنگی جہاز جزیرہ ڈوڈیکانیز کو روانہ ہو گئے ہیں۔ کئی جنگی جہاز پہلے ہی وہاں موجود ہیں۔ یہ جزیرہ اٹلی کا مشہور بحری مستقر ہے۔ اور اٹلی اور ترکی کے درمیان جھگڑے کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ کیونکہ یہ جزیرہ پہلے ترکی کے قبضہ میں تھا۔ اس جزیرہ پر اٹلی کا بحری مستقر قائم ہو جانے کی وجہ سے ترکی کو اٹلی سے ہر وقت خطرہ ہے۔

واشنگٹن ۴ مئی۔ آج یونان کے امریکن سفیر مسٹر میک ویز سے جو امریکہ کی طرف سے یورپ میں صلح کے امکانات دریافت کرنے کے لئے گئے تھے۔ ملاقات کی اور جزیرہ ڈوڈیکانیز میں اٹلی کے سمندری بیڑے کی نقل و حرکت سے بحیرہ روم میں جو نازک صورت حالات پیدا ہو گئی ہے اس پر بات چیت کی۔

واشنگٹن ۴ مئی۔ پریذیڈنٹ روز ویلٹ نے ایک پریس کانفرنس میں بیان کیا کہ عنقریب

بنگال میں تبلیغ احمدیت

موضع انگاپور (مرشد آباد) میں تبلیغی جلسہ

۲۲ اپریل کو قریشی محمد حنیف صاحب قمرؔ آنریری مبلغ بذریعہ سائیکل سفر کرتے ہوئے بھرت پور پہنچے۔ (۱) کاندھی سب ڈویژن کے محکمہ پولیس کی اطلاع پر تھانہ بھرت پور کے نائب داروغہ انکوائری کے لئے آئے۔ جن کو قریشی صاحب نے اپنے سفر کی اغراض بتا کر مطمئن کیا۔

پھر اسی تھانہ کے مسلمان داروغہ صاحب بھی آئے انہوں نے اپنے اعلیٰ افسروں کو ایک عمدہ رپورٹ بھیجی۔ جس میں لکھا کہ یہ ایک امن پسند جماعت کے آنریری مبلغ ہیں۔ جن کی طرز تبلیغ نہایت خوشکن اور امن اور صلح پھیلانے والی ہے۔ یونین بورڈ کے پریذیڈنٹ صاحب کے مکان پر اور سب رجسٹرار صاحب کے مکان پر جا کر مختصر سے مجمع میں ایک ایک گھنٹہ تبلیغ کی۔ بازار میں بھی قریباً ۱۰۰ آدمیوں میں تقریر کی۔ موضع ڈیگھا پاڑا میں بھی ۴۰ آدمیوں میں ایک تقریر کی۔ دو آدمی ۱۱ میل دور سے تحقیق حق کرنے کے لئے آئے اور تین دن ہمارے پاس مقیم رہ کر تبلیغ سنکر اچھا اثر لے کر گئے۔ ان کے ہاں ایک جماعت قائم ہو جانے کی امید ہے۔ وہاں پر اور لوگ بھی تحقیق حق کے خواہاں ہیں۔ مورخہ ۲۶ اپریل کو جمعہ کے دن ہمارا تبلیغی وفد انگاپور میں گیا۔ احمدیہ مسجد کے سامنے تبلیغی جلسہ عصر کے وقت خاکسار کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں مولوی محمد سعید صاحب مبلغ پراونشل بنگال۔ اور قریشی محمد حنیف صاحب قمر آنریری مبلغ اور مولوی حفیظ اللہ صاحب نے۔ احمدی و غیر احمدی میں کیا فرق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ۹ علامات احادیث سے اور معجزات حضرت اقدس کے موضوع پر تقریریں کیں۔ ۳ گھنٹے تک جلسہ ہوتا رہا۔ بھرت پور۔ بیرام پور۔ ڈیگھا پاڑا۔ اور خاص انگاپور کے احمدی احباب بھی شامل جلسہ ہوئے۔ دوسرے دن ۹ بجے تبلیغی وفد پنڈت عبد العزیز صاحب مدرس کے مکان پر گیا۔ جہاں پر قریباً ۳۰ آدمی جمع ہو گئے۔ ہم تینوں مبلغین نے مختلف موضوعوں پر گفتگو کر کے ۳ گھنٹے تک تبلیغ کی۔ اردو اور بنگلہ۔ اڑیہ زبان کی نظمیں قریشی صاحب نے سنائیں۔ حاضرین پر اچھا اثر ہوا۔

رات کو میاں سعید احمد صاحب کے مکان پر ۵۰ آدمیوں میں جن میں مستورات بھی شامل تھیں۔ قریشی صاحب نے قرآن کریم کا درس بنگلہ زبان میں دیا۔

۲۸ اپریل کو ۹ بجے جناب قریشی صاحب نے میاں سعید احمد صاحب اور غلام احمد صاحب ارکان خدام الاحمدیہ کو ساتھ لیکر ۵ میل کا دیہات میں دورہ کیا۔ اور موضع آل گاؤں اور ملک پور میں ۳ تقریریں کر کے قریباً ۱۵۰ آدمیوں کو پیغام حق پہنچایا۔ خاکسار محمد طیب اللہ پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ بھرت پور مرشد آباد